طبقاتِ فقہاء میں امام ابو بکر جصاص کے درجہ میں اختلاف کی توجیہہ

The difference in the status of Imam Abu Bakr in the jurisprudence is justified

ڈاکٹر محمد عبداللہ: اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Imam Abobaker Jesus is one of those Islamic Jurisprudences, who are considered as those scholars who are called "As Hab ul terjeeh". But some other scholars mentioned him in other categories because the books about Abobaker Jassas shows that his research work is typical and like those Islamic jurisprudences who are above the grade of the current status of Jesus.It is not necessary that the status of any Islamic Jurisprudences which is mentioned in the books of "Tabqaat ul Fuqha" and the grade is mentioned in those books is specific. But it is possible that those scholars are also able to work in other fields of Islamic jurisprudence like any scholar who is Ashab ul Takhreej can be Ashab ul Tarjeeh also as Abobakar Jassas. This important point the Mufti M. Taqi Usmani also mentioned in his book "Usool e Ifta".

امام ابو بکر جصاص کا نام احمد بن علی، کنیت ابو بکر اور لقب الجصاص ہے،([1]) علامہ عبدالحہ لکھنوی نے آپ کے تین نام احمد بن علی، محمد بن علی اور محمد بن احمد بالترتیب ذکر کیے ہیں، پھر آخر میں ذکر کرتے ہیں: والصواب ہوالاول۔([2]) یعنی کہ آپ کا پہلا نام احمد بن علی درست ہے، آپ کی ولادت 305ھ ہے، آپ کی وفات اتوار کے دن 7ذوالحجۃ370ھ کو ہوئی۔([3]) آپ " رے " کے علاقہ میں پیدا ہوئے، آپ بیس سال کی عمر تک اس علاقہ میں مقیم رہے، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے۔([4])

آپ پہلی مرتبہ 325ھ میں رے سے نکلے، اور بغداد روانہ ہوئے جہاں امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے ملاقات کی، پھر گرانی کی وجہ سے اہواز کی طرف روانگی ہوئی، گرانی کے زائل ہو جانے کے بعد آپ نے دوبارہ بغداد کی طرف رجوع کیا، پھر آپ اپنے شیخ ابوالحسن کرخی کی رائے اور مشورہ سے حاکم نیشاپوری کے ساتھ نیشاپور روانہ ہوئے، جب 340ھ میں آپ کے شیخ ابوالحسن کرخی کا انتقال ہو گیا، آپ کے واپس آنے تک ابو علی الشاشی نے امام ابوالحسن کرخی کی جگہ کام کیا، اس کے بعد جب 344ھ میں امام جصاص واپس تشریف لے آئے اور فتوی اور تدریس کی ذمہ داری سنبھال لی۔([5])

آپ کے شیوخ میں بہت سے علما کا ذکر کیا گیا ہے، عجیل جاسم نے ان کی تفصیل اس طرح ذکر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے حصول علم کے لیے اہواز، نیشاپور، رے اور بغداد وغیرہ علاقوں کے اسفار کئے، ان اسفار میں آپ نے امام ابوالحسن کرخی سے فقہ اور اصول فقہ کا علم حاصل کیا، عبدالباقی بن قانع، طبرانی، دعلج، ابوالعباس الاصم اور حاکم

نیشاپوری وغیرہ سے علم حدیث کا اکتساب کیا،ابو سہل الزجاجی،ابو علی الفارس اور محمد غلام ثعلب سے علم لغت حاصل کیا۔([6])

تالیفات:

آپ کی تالیفات میں غالب طور پر حنفیہ کی ترجمانی پائی جاتی ہے،آپ کی معروف کتب میں درج ذیل کتب ذکر کی جاتی ہیں:

1۔شرح الجامع الکبیر لمحمد بن الحسن الشیبانی
2۔شرح الجامع الصغیر لمحمد بن الحسن الشیبانی
3۔ شرح المناسک لمحمد بن الحسن الشیبانی
4۔ شرح مختصر الفقہ الطحاوی
5۔ شرح آثار الطحاوی
6۔ مختصر اختلاف الفقہاء للطحاوی
7۔ شرح ادب القاضی للخصاف
8۔ شرح مختصر الکرخی ([7])
9۔ شرح الاسماء الحسنیٰ
10۔ جوابات المسائل
11۔ احکام القرآن
12۔ اصول الفقہ([8])

وفات وجنازہ:

آپ کا انتقال اتوار کے روز سات ذوالحجہ ۳۷۰ھ کو بغداد میں ہوا اورجنازہ آپ کے تلمیذ ابو بکر بن محمد ابن موسیٰ خوارزمی رحمہ اللہ نے پڑھایا،آپ نے ۵۶ سال کی عمر پائی۔([9])

فقہاء کے طبقات کی تقسیم پر ایک نظر(ابن کمال پاشا کی تحقیق):

امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ کا طبقہ ذکر کرنے سے پہلے فقہاء کے طبقات کی معروف تقسیم کا ایک جائزہ لیا گیاہے،اس تقسیم پر چونکہ اہل علم حضرات نے نقد کیاہے،وہ تقسیم او راس پر نقد وتبصرہ ذیل کی سطور میں دیا گیا ہے۔

احمدبن سلیمان المعروف ابن الکمال پاشا(940ھ م) نے فقہاء کے سات طبقات مقرر کیے،([10]) جن کو تقی الدین بن عبدالقادرالتمیمی الداری المصری الحنفی (1005ھ م)نے بھی اپنی تالیف الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ کے صفحہ 40پر درج کیاہے اور یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ابن کمال پاشا نے ایک رسالہ جو کہ "دخول ولد البنت فی الموقوف علی اولاد الاولاد" کے مسئلہ سے متعلق تھا اس کے آخر میں فقہاء کے سات طبقات ذکر کیے تھے۔

جن کا ترجمہ ذیل کی سطورمیں دیاگیاہے، نیزاسی کتاب میں ابن کمال پاشاکے حالات بھی صفحہ 409پرذکر کیے گئے ہیں۔([11])

اعلم ان الفقہاء علی سبع طبقات---------الخ--------جان لو کہ فقہاء کے سات طبقات ہیں:

* **پہلا طبقہ:** یہ طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہے جیسا کہ ائمہ اربعہ،اور وہ حضرات جو قواعد الاصول کی بنیاد رکھنے میں اوران قواعد کے مطابق ادلہ اربعہ سے فروعات کے احکامات کا استنباط کرنے میں ان ائمہ کے طریقہ پر چلے، کسی اور کے اصول یا فروع میں اس کی تقلید نہیں کی۔
* **دوسرا طبقہ:** یہ طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہے، جیسا کہ امام ابویوسف،امام محمد اور امام ابوحنیفہ کے باقی تلامذہ،جو کہ دلائل مذکورہ سے اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقررکردہ قواعد کے مطابق احکام کے استخراج کی صلاحیت رکھتے ہیں، اگرچہ فروعات میں انہوں نے بعض احکام میں مخالفت بھی کی ہے،لیکن قواعد الاصول میں انہوں نے اپنے استاذ ہی کی تقلید کی ہے،جس کی وجہ سے وہ مذہب میں معارضین سے ممتاز ہوتے ہیں اور ان میں فرق ہوتاہے جیسا کہ امام شافعی وغیرہ جو کہ احکام میں امام ابوحنیفہ کے مخالف ہیں اوراصول میں ان کے مقلدین بھی نہیں ہیں۔
* **تیسرا طبقہ:** یہ مجتہدین فی المسائل کا طبقہ ہے،یعنی کہ یہ ان مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں کہ جن مسائل میں اس مذہب کے امام سے کوئی روایت نہ ہو،جیسا کہ خصاف،ابو جعفر طحاوی، ابوالحسن کرخی،شمس الائمۃ حلوائی،شمس الائمہ سرخسی، فخرالاسلام بزدوی،فخرالدین قاضی خان وغیرہ،یہ حضرات اپنے شیوخ کی نہ اصول میں اور نہ فروع میں مخالفت پر قادر نہیں ہوتے،لیکن یہ حضرات وہ مسائل جو کہ ان کے ائمہ سے منقول نہیں ہیں،ان کے مقررکردہ اصول اور قواعد کے مقتضیٰ کے مطابق ان مسائل کے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔
* **چوتھا طبقہ:** یہ مقلدین میں سے اصحاب التخریج کا طبقہ ہے،جیساکہ امام الرازی الجصاص اور ان جیسے اصحاب وغیرہ،یہ اجتہاد پر بالکل قادر نہیں ہوتے لیکن اصول کے احاطہ اورماخذ کے ضبط کرلینے کی وجہ سے کوئی ایسا قول جو ان کے مذہب کے امام یا اس امام کے مجتہدین تلامذہ میں سے کسی سے منقول ہوجو ذی وجہین مجمل قول یاکوئی ایسا اہم حکم جو دوباتوں کا احتمال رکھتاہو،ان حضرات کی اصول میں نظر ہونے اور فروعات میں اس کی نظیروں پر قیاس کرنے کی وجہ سے، یہ حضرات اس کی تفصیل کرنے پر قادر ہوتے ہیں جیساکہ ہدایہ میں بعض مقامات پرکذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی۔وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔
* **پانچواں طبقہ:** یہ مقلدین میں سے اصحاب الترجیح کا طبقہ ہے،جیسا کہ ابوالحسین القدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ۔ان حضرات کا کام بعض روایات کو بعض دوسری روایات پر ھذااولی،ھذااصح روایۃ اورھذاارفق للناس جیسے کلمات کے ذریعے ترجیح دیناہوتاہے۔

* **چھٹا طبقہ:** یہ طبقہ ان مقلدین کا ہے جو کہ اقوی، قوی اور ضعیف،ظاہر المذہب،ظاہر الروایۃ اورروایات نادرہ کے درمیان امتیاز کرنے پر قادر ہوتے ہیں جیسا کہ متاخرین میں سے معتبر متون کے اصحاب اس میں شامل ہیں جیسا کہ صاحب الکنز،صاحب المختار،صاحب الوقایہ اورصاحب المجمع۔ان کی حالت یہ بھی ہوتی ہے کہ ان کی کتب میں مردود اقوال اور ضعیف روایات نہیں ہوتیں۔
* **ساتواں طبقہ:** یہ ان مقلدین کا طبقہ ہے جو کہ اس پر قادر نہیں ہوتے کہ جن کا(گزشتہ طبقہ میں) ذکر کیاگیاہے، کھوٹے اور کھرے میں فرق نہیں کرسکتے،اور بائیں کا دائیں سے بھی امتیاز نہیں کرسکتے،بلکہ وہ رات کو لکڑیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح جو چیز ملتی ہے وہ جمع کردیتے ہیں،پس ان کے لیے او رجو ان کے مقلدین ہیں ان کے لیے بھی ہلاکت ہے۔([12])

امام ابو بکر جصاص کے درجہ کی تنقیح:

مذکورہ بالا درجات کی تقسیم کے بعدامام تقی الدین بن عبدالقادرالتمیمی المصری الحنفی(1005ھ م) الطبقات السنية فی تراجم الحنفية میں ذکرکرتے ہیں:

یہاں تک ابن کمال پاشا کا قول ختم ہوا،اور یہ تقسیم بہت عمدہ(حسن جداً) ہے۔([13])

علامہ شہاب الدین مرجانی کی رائے:

مجتہدین کے یہ سات طبقات "ناظورةالحق فی فرضية العشاء وان لم يغب الشفق"میں بھی شہاب الدین ہارون مرجانی نے ابن کمال پاشاکے حوالے سے صفحہ 57پر بھی درج کیے ہیں۔([14])

شیخ شہاب الدین ہارون بن بہاؤ الدین بن سبحان المرجانی القزانی(1306ھ م)نے ابن کمال پاشا کی اس درج بالا تقسیم پراپنی تالیف"ناظورةالحق فی فرضية العشاء وان لم يغب الشفق"میں نقد کیاہے،بلکہ امام تقی الدین بن عبدالقادرالتمیمی الداری المصری الحنفی نے "الطبقات السنية فی تراجم الحنفية" کے صفحہ42پر اس تقسیم کو"وہو تقسيم حسن جدا"کہاہے، شہاب الدین مرجانی نے ناظورۃ الحق میں اس پر بھی نقدکیاہے۔

علامہ زاہدالکوثری کی تحقیق:

علامہ زاہد الکوثری نے "حسن التقاضی فی سيرة الامام ابی يوسف القاضی" میں شہاب الدین مرجانی کا وہ مکمل طویل اقتباس نقل کیاہے،مقالہ نگار کو تلاش بسیار کے بعد وہ الحمدللہ شہاب الدین مرجانی کی کتاب مل گئی علامہ کوثری نے جس سے عبارت نقل فرمائی ہے،اس لیے ذیل میں مقالہ نگار اسی اصل کتاب کے حوالے سے وہ اقتباس ذکر کرتاہے۔

"ناظورۃالحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق"میں شیخ شہاب الدین ہارون بن بہاؤ الدین بن سبحان المرجانی(1306ھ م)ابتداءً مجتہدین کی دواقسام ذکر کرتے ہیں:

اعلم ان المجتہدضربان:احدہماالمجتہد المطلق وہوصاحب الملکۃ الکاملۃ فی الفقہ والنباہۃ وفرط البصیرۃ والتمکن من الاستنباط المستقل بہ من ادلتہ کابی حنیفۃ وابی یوسف و محمدوزفر ومالک والشافعی واحمد والثوری والاوزاعی وثانیہما المجتہدفی مذہب امام قالوا وہو الذی یتحقق اصول امامہ وادلتہ ویتخذ نصوصہ اصولایستنبط منہاالفروع وینزل علیہا الاحکام۔۔۔۔الخ۔([15])

یعنی جان لو کہ مجتہد کی دوقسمیں ہیں،ان میں سے ایک مجتہد مطلق ہے،جس کو فقہ،بیداری مغز میں شہرت،انتہائی بصیرت اور ادلہ شرعیہ سے مستقل استنباط کاکامل ملکہ حاصل ہوتاہے جیسے امام ابوحنیفہ،امام ابویوسف،امام محمد،امام زفر،امام مالک، امام شافعی،امام احمد،امام ثوری اورامام اوزاعی۔اور دوسری قسم اپنے امام کے مذہب میں اجتہادکرنے مجتہد،ہیں جو کہ اپنے امام کے مذہب کے اصولوں اور دلائل کی تحقیق کرتے ہیں،نصوص سے اصول نکالتے ہیں اور فروع کا ان سے استنباط کرتے ہیں،اور ان پراحکام لگاتے ہیں۔۔۔۔الخ۔

چند سطور کے بعد ابن کمال پاشا کے سات طبقا ت کا ذکرکرتے ہیں ان کو درج کرتے ہیں،اس کے بعد شہاب الدین مرجانی کہتے ہیں کہ:

ہذا ماذکرہ وقد اوردہ التمیمی فی طبقاتہ بحروفہ ثم قال([16]):وہو تقسیم حسن جدا۔([17])

" یہ وہ تقسیم ہے کہ جس کو ابن کمال پاشا نے ذکرکیااور اس کو تقی الدین بن عبدالقادرالتمیمی الداری المصری الحنفی نے الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ میں اسی طرح درج کیا اور اس کے بارے میں کہاکہ یہ تقسیم بہت عمدہ ہے"۔

اس کے بعد"اقول" سے شہاب الدین مرجانی ہی کا قول ہے،جس کو علامہ زاہد الکوثری نے بعینہ نقل کیاہے، شہاب الدین مرجانی کہتے ہیں:

واقول:بل ہوبعیدعن الصحۃ بمراحل فضلاعن حسنہ جدا،فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ وکلمات لاروح لہاوالفاظ غیرمحصلۃ المعنی،ولاسلف لہ فی ذلک المدعی،ولاسبیل لہ الی ذلک الدعوی۔۔۔۔الخ۔([18])

"اور میں (شہاب الدین ہارون مرجانی)کہتا ہوں کہ یہ تقسیم صحت سے بھی کوسوں دورہے چہ جائیکہ یہ بہت عمدہ ہو،جس میں کمزور فیصلے ہیں،فضول خیالات ہیں،اس میں ایسے کلمات ہیں کہ جن میں روح نہیں ہے،ایسے الفاظ ہیں کہ جو معنی سے عاری ہیں،پہلے کسی نے ایسا دعوی نہیں کیا،اور نہ اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے"۔

اس کے بعد مؤلف نے ابن کمال کے تقسیم کردہ مختلف طبقات میں شمار کیے گئے فقہاء کرام کے درجات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا ہے،جس میں امام ابو بکر جصاص کے درجہ پر بھی تحقیقی وتنقیدی نظر ڈالی ہے،لہٰذا ہم موضوع کے حوالے سے امام ابو بکر جصاص کے طبقہ کے حواسے سے کی گئی تحقیقی بحث کو اس حصہ میں شامل کرتے ہیں اگرچہ دوسرا مواد بھی بہت علمی اور تحقیقی ہے۔

ابن کمال پاشا نے امام ابو بکر جصاص کو جس طبقہ میں شمار کیاہے،وہ ان اصحاب التخریج کا ہے،جو کہ اجتہاد پر تو قادر نہیں ہوتا،لیکن اصولوں کے احاطہ اور ماخذ کے ضبط کرلینے کی وجہ سے وہ اس بات پر قادر ہوتے ہیں کہ ایسا قول جو کہ دو صورتوں پر مشتمل ہے اس کی تفصیل بیان کرنے پر قادر ہوتے ہیں،ایسے ہی کوئی مبہم حکم جو کہ صاحب مذہب سے منقول ہوتاہے اور وہ جوکہ دومعانی کا احتمال رکھتا ہے اس پرواضح اور متعین حکم لگانے پر قادر ہوتے ہیں۔([19])

امام ابو بکر جصاص کا اصول میں اجتہاد (الفصول فی الاصول کی تحقیقی عبارت):

شہاب الدین ہارون بن بہاؤالدین المرجانی، (1306ھ م)نے "ناظورۃالحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق" میں اما م ابو بکر جصاص کومعروف طبقہ میں شمار کرنے پر تنقید کی ہے، ناظورۃ الحق میں ابو بکر جصاص کے بارے لکھتے ہیں:

انفردابوبکر الرازی رحمه الله فی ان العام المخصوص حقیقة ان کان الباق جمعا والافمجاز، افلیس ہذامن مسائل الاصول؟([20])

شہاب الدین مرجانی کہتے ہیں:امام ابو بکر جصاص اس اصول ''عام مخصوص اپنے حقیقی معنی میں ہوگا جبکہ باقی جمع ہو،وگرنہ مجازی معنی میں ہوگا''میں منفرد ہیں،کیا یہ (مسئلہ) اصولی مسائل میں سے نہیں ہے؟

الفصول فی الاصول میں امام جصاص نے ایک دوسرے قاعدہ"القول فی اللفظ العام اذا خص منه شیء ماحکم الباق" ([21])سے استدلال کرتے ہوئے درج ذیل عبارت سے ایک قاعدہ''ان العام المخصوص حقیقة ان کان الباق جمعاوالا فمجاز"کا استنباط کیا:

فان اللفظ فیما عدا المخصوص حقیقة لان المشرکین اسم لمن بقی منہم بعدالتخصیص حقیقة فوجب ان یکون دلالته قائمة فی ایجاب الحکم وہو فی ہذا الباب اظہر دلالة علی ماذکرنا من الجملة مع الاستثناء لان الباقی بعد الاستثناء لاتکون الجملة عبارة عنه بحال لان العشرة لاتکون عبارة عن تسعة والمشرکون عبارة عن ثلاثة فما فوقہا حقیقة۔([22])

امام جصاص نے یہ قاعدہ اس سے ماقبل کے قاعدہ سے اخذ کیاہے،جیساکہ عجیل جاسم بھی اسی بات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

محقق الدکتور عجیل جاسم الفصول فی الاصول میں اس عبارت کے تحت حاشیہ میں لکھتے ہیں:

یبدا الجصاص ہنا مسئلة مستقلة وہی اختلاف العلماء فی العام اذا خص ہل یکون حقیقة فی الباقی ام مجازا؟([23])

یعنی امام جصاص یہاں سے ایک مستقل مسئلہ شروع فرمارہے ہیں،اور وہ علماء کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ عام میں جب تخصیص ہوجائے تو وہ باقی افراد میں حقیقت ہوتا ہے یا مجازہوتاہے؟

امام شہاب الدین مرجانی ناظورۃ الحق میں امام ابو بکر جصاص کے بارے مزید ذکرکرتے ہیں:

ثم انه عد ابابکرالرازی الجصاص من المقلدین الذین لایقدرون علی الاجتہاداصلا،وہوظلم عظیم فی حقه وتنزیل له عن رفیع محله وغض منه وجہل بین بجلالة شانه فی العلم وباعه المتدفی الفقه وکعبه العالی فی الاصول ورسوخ قدمه وشدة وطأته وقوة بطشه فی معارک النظر والاستدلال، ومن تتبع تصانیفه والاقوال المنقولة عنه علم ان الذین عدہم من المجتہدین من شمس الائمة ومن بعدہم کلہم عیال لابی بکر الرازی،ومصداق ذلک دلائله التی نصبہاالاختیاراته،وبراہینه التی کشف فیہا عن وجوه استدلالاته۔([24])

اس کے باوجود ابن کمال پاشا نے امام ابو بکر جصاص کو ان مقلدین میں شمار کیاہے جو اجتہاد پر بالکل قادر نہیں،یہ انکے حق میں بڑاظلم ہے،اور ان کے بلند مقام سے ان کونیچے اتارنا اوران کامرتبہ گھٹاناہے،اور علم میں ان کی جلالت شان سے ناواقفیت ہے،اور فقہ میں ان کا بازوبہت پھیلاہواہے،اور اصول میں ان کا پایہ بہت بلند ہے،اورغوروفکر اورا ستدلال کے معرکوں میں آپ کی گرفت بہت پختہ ہے،اورقدم جمانے اور غلبہ پانے میں بہت مضبوطی ہے،جوشخص آپ کی تصانیف او رآپ سے منقول اقوال کا تتبع کرتا ہے وہ یہ جان لیتاہے کہ شمس الائمہ او ران کے بعد کے مجتہدین سب ابو بکر رازی کی عیال ہیں،ا س کامصداق ان کے وہ دلائل ہیں جو انہوں نے اپنے اختیار سے مقرر کیے ہیں، اور وہ براہین ہیں کہ جن سے استدلالات کی وجوہ کھلتی ہیں۔

شہاب الدین مرجانی چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

قال شمس الائمة الحلوانی فیه:ہورجل کبیر معروف فی العلم،وانانقلده وناخذ بقوله۔

فکیف یصح تقلید المجتہد للمقلد؟

وذکر فی الکشف الکبیرمایدل علی انه افقه من ابی منصورالماتریدی۔۔۔وقد اکثر شمس الائمة السرخسی فی کتبه النقل عن ابی بکر الرازی والاستشہادبه والمتابعة لآراۂ ثم الحلوانی ومن ذکر ہ بعده وعدہم من المجتہدین فی المسائل کلہم تنتہی سلسلة علومہم الی ابی بکر الرازی،فقد تفقه علیه ابوجعفر الاستروشنی وہو استاذ القاضی ابی زید الدبوسی،ابوعلی حسین بن خضر النسفی وہو استاذ شمس الائمة الحلوانی،ومعلوم ان السرخسی من تلامیذه،وقاضیخان من اصحاب اصحابه۔۔۔ الخ ([25])

یعنی شمس الائمہ حلوانی آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بڑا شخص ہے جو کہ علم میں معروف ہے،اور ہم اس کی تقلید کرتے ہیں اور اس کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔پس ایک مجتہد کے لیے مقلد کی تقلید کیسے درست ہوسکتی ہے؟او رکشف الکبیر میں جو بات لکھی ہے وہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ابومنصور ماتریدی سے زیادہ فقہیہ تھے۔او رشمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں اکثرابو بکر رازی سے نقل کرتے ہیں،اسی طرح ان کی آراء کواستشہاد اور متابعت کے طور پر بھی لاتے ہیں۔پھر امام حلوانی اور بعد کے مجتہدین فی المسائل سب کے سب اپنے علوم کے سلسلہ کی انتہا ابوبکررازی پر کرتے ہیں،پس ابوجعفر استروشنی نے آپ سے فقہ میں استفادہ کیا،اور وہ قاضی ابوزید دبوسی کے استاذ ہیں،ابوعلی حسین بن خضر النسفی نے بھی استفادہ کیاجو کہ شمس الائمہ حلوانی کے استاذ ہیں،اور یہ بھی معلوم ہے کہ امام سرخسی بھی ابوبکر رازی کے شاگردوں میں سے ہیں، اور قاضیخان آپ کے تلامذہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

اس کے بعدامام شہاب الدین مرجانی امام ابوبکرجصاص کے مرتبہ کی تنزلی کی ایک ظاہری امکانی وجہ ذکر فرمارہے ہیں،اور یہ بھی فرمارہے ہیں کہ اس وجہ کوان کے مرتبہ کی تنزلی کا سبب نہیں بنایاجاسکتا، جیساکہ ذیل میں یوں کہتے ہیں:

فلعله نظر الی قولہم انه كذا فی تخريج الرازی فظن ان وظيفته فی الصناعة ہی التخريج فحسب وان غاية شاؤه ہذا القدروقدخرج ابوحنيفة واصحابه قول ابن عباس رضی الله عنہما فی تكبيرات العيدين انہا ثلاث عشرتكبيرة يحمل انہا علی ہذا العددباضافة التكبيرات الاصلية و الشافعی واتباعه يحملہاعلی الزوائد وخرج ابويوسف قول الشعبی رحمه الله ان للخنثی المشكل من الميراث نصف النصيبين بان ذلک ثلاثة من سبعة ومحمد رحمه الله بانه خمسة من اثنی عشروخرج ابوالحسن الكرخی قول ابی حنيفة ومحمد رحمہماالله فی تعديل الركوع والسجودوجعله واجبا و ابوعبدالله الجرجانی وحمله علی السنة،ونظاير ذلک كثيرة وقعت من كبار المجتہدين فما ضربہم ذلک فی اجتہادہم ولانزلہم من شانہم فكيف ينزل ابابكر الرازی الی الرتبة النازلة عن منزلته۔([26])

شاید کہ ابن کمال پاشا نے فقہاء کے اس قول کومدنظر رکھا جیساکہ کتب میں "کذا فی تخریج الرازی" لکھا ہوتاہے، اس جملہ سے ابن کمال نے یہ گمان کیاکہ امام رازی کی تخریج ہی کے کام میں مہارت ہے،اور ان کی ترقی کی انتہااسی قدر ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب نے تکبیرات عیدین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تخریج کی کہ وہ تیرہ تکبیرات ہیں،اور وہ ان کو تکبیرات اصلیہ میں اضافہ پر محمول کرتے ہیں،جبکہ امام شافعی اور ان کے متبعین ان کو تکبیرات زائدہ پر محمول کرتے ہیں،اور امام ابویوسف نے امام شعبی کے اقوال کی تخریج کی ہے کہ خنثی مشکل کو میراث میں دونوں حصوں سے نصف ملے گا،اس طرح کہ سات میں سے تین اورامام محمدکے نزدیک

بارہ میں سے پانچ ملیں گے،اور امام ابوالحسن کرخی نے امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے اقوال رکوع او رسجود میں تعدیل کی تخریج فرمائی او ران کو واجب قراردیا،او رابوعبداللہ جرجانی نے ان کو سنت قراردیا۔اس قسم کی بہت سی مثالیں کبار مجتہدین سے واقع ہوئیں ہیں،جس سے ان کے اجتہاد میں کوئی ضرر نہیں ہوتا،اور نہ ان کے مرتبہ میں کوئی تنزلی ہوتی ہے،توپھر ابو بکر رازی اپنے مرتبہ سے کیسے نیچے اترجائیں گے؟

حاصل کلام:

اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن کمال پاشا نے شاید امام رازی کے حوالے سے اس بات کو دیکھا کہ جو کتب فقہ میں لکھا ہوتاہے جس سے ابن کمال پاشانے یہ گمان کیاکہ امام رازی صرف تخریج میں ماہر ہیں،حالانکہ دوسرے بہت سے ائمہ مجتہدین جیسا کہ امام ابوحنیفہ،امام محمد،امام ابویوسف،اورامام ابوالحسن کرخی وغیرہ نے بھی مختلف موضوعات پر تخریجات کی ہیں لیکن اس سے ان کے مرتبے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی،توپھر امام جصاص جو اجتہاد کے بلند مرتبے پر فائز ہیں اگر انہوں نے کہیں تخریج فرمادی تو اس سے ان کے مرتبے میں کمی کردیناکیسے درست ہوسکتاہے؟

درج بالا تمام امور اس بات کی پرزور تائید کررہے ہیں امام ابوبکر رازی جصاص کودوسرے نہیں تو کم از کم تیسرے طبقے میں ضرورلانا چاہیے،اس وجہ سے بھی کہ وہ حضرات جو امام جصاص کی تعریف کررہے ہیں،اور ان سے استفادہ کررہے ہیں ان کے اقوال کو لے رہے ہیں،جب وہ تیسرے طبقہ میں شامل ہیں توآپ کا درجہ بطریق اولیٰ اس سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

بلکہ امام جصاص تو وہ شخصیت ہیں کہ جواگرچہ امام شافعی کے بعد تشریف لائے لیکن امام شافعی کے اصولوں پر نقد وتبصرہ کرتے ہیں،یہ وہی شخص کرسکتاہے جوکم سے کم امام شافعی کے قریب قریب درجہ کا ہویا امام ابویوسف اور امام محمد سے بہت زیادہ نسبت رکھنے والاہو۔

محقق عجیل جاسم النشمی لکھتے ہیں:

اہل علم حضرات نے اگرچہ آپ کو چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے،لیکن حق یہ ہے کہ آپ کو تیسرے طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شامل کرنا زیادہ راجح معلوم ہوتاہے۔([27])

طبقات فقہاء کی تقسیم پر نقداور تنقیح:

ابن کمال پاشا نے جو فقہاء کے طبقات ذکر کیے ہیں، شہاب الدین مرجانی نے ناظورۃ الحق میں اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے مقدمہ الجامع الصغیر اور عمدۃ الرعایۃمیں اس تقسیم پرتنقید کی ہے جس کے بار ے مفتی محمد تقی عثمانی اپنی تالیف اصول الافتاء وآدابہ میں لکھتے ہیں:

قد شدد فی الردعلی ذلک العلامة شہاب الدین المرجانی رحمه الله فی کتابه "ناظورة الحق"ومولانا الشیخ عبدالحی اللکنوی رحمه الله تعالی فی مقدمة"الجامع الصغیر"وفی "عمدة الرعایة"۔۔۔۔الخ۔([28])

(ابن کمال پاشا کی ذکرکردہ طبقات فقہاء کی تقسیم کے بارے)علامہ شہاب الدین مرجانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ناظورۃ الحق میں اورمولانا شیخ عبدالحہ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجامع الصغیر([29]) اور عمدۃ الرعایۃ کے مقدمات میں سختی سے تردید کی ہے۔

اس پر مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے تفصیلی بحث کی ہے اور اس تقسیم کے بارے معتدل رائے ذکر کی ہے،جس کا آخر میں خلاصہ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

قال العبدالضعیف عفاالله عنه:ان کان التقسیم الذی ذکره ابن کمال باشا للوظائف لا للا شخا ص کما قدمنا، فربما یرتفع الاشکال الذی ذکر ہ الامامان اللکنوی والمرجانی رحمہما الله تعالی،حیث ان کون القدوری وصاحب الہدایة من اصحاب الترجیح لاینافی کونہما من المجتہدین فی المسائل،وان سبب ذکرہما فی عداد اصحاب الترجیح راجع الی ما کثر فی کتبہما من ترجیح بعض روایات المذہب علی بعض،ولیس معنی ذلک انہما غیر قادرین علی الاجتہاد فی المسائل۔والله سبحانه اعلم۔ ([30])

"بندہ ضعیف (اللہ اس سے در گزرفرمائیں)نے یہ کہا:ابن کمال پاشا نے جو تقسیم ذکر کی ہے وہ وظائف کی ہے،اشخاص کی تقسیم نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں،پس یہ اشکال جو امام لکھنوی اور امام مرجانی نے ذکر کیا ہے وہ اس طرح بھی دور ہوسکتاہے جیسے کہ قدوری اور صاحب ہدایۃ کا اصحاب الترجیح میں سے ہوناان کے مجتہدین فی المسائل ہونے کے منافی نہیں ہے،اور ان کو اصحاب الترجیح میں ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کی کتابوں میں بہت زیادہ یہ بات ہے کہ مذہب کی بعض روایات کو بعض دوسری روایات پر ترجیح دی گئی ہے،اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مسائل میں اجتہاد پر قادر نہیں۔(اور اللہ جو نہایت پاک ہے وہی سب سے زیادہ جانتاہے)"۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اما م جصاص کو چوتھے طبقہ اصحاب التخر یج میں ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتاکہ وہ تیسرے طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شامل نہ ہوں،چونکہ آپ بعض مسائل میں بھی مجتہدہیں جیسا کہ الفصول فی الاصول کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتاہے۔

خلاصہ بحث

امام ابو بکر جصاص ان علماء اصولیین میں ہیں، جن میں ایسی صلاحیت موجود ہے کہ جو احکام شرعیہ کے بنیادی اصول بنانے میں غور وخوض کرتے اور ان میں اجتہاد کی صلاحیت کے حامل ہیں، جبکہ ابن کمال پاشا نے امام ابو بکر جصاص کو جس طبقہ میں شمار کیاہے،وہ ان اصحاب التخر یج کا ہے،جو کہ اجتہاد پر تو قادر نہیں ہوتا،لیکن

اصولوں کے احاطہ اور ماخذ کے ضبط کرلینے کی وجہ سے وہ اس بات پر قادر ہوتے ہیں کہ ایسا قول جو کہ دو صورتوں پر مشتمل ہے اس کی تفصیل بیان کرنے پر قادر ہوتے ہیں،ایسے ہی کوئی مبہم حکم جو کہ صاحب مذہب سے منقول ہوتاہے اور وہ جوکہ دومعانی کا احتمال رکھتا ہے اس پرواضح اور متعین حکم لگانے پر قادر ہوتے ہیں جبکہ شہاب الدین المرجانی نے "ناظورۃالحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق" میں اما م ابوبکر جصاص کواس طبقہ میں شمار کرنے پر تنقید کی ہے جس میں ابن کمال پاشانے شمار کیاہے۔

اس مضمون اوراس کے نتیجہ کا حاصل یہ ہے کہ ابن کمال پاشا نے شاید امام رازی کے حوالے سے اس بات کو دیکھا کہ جو کتب فقہ میں لکھا ہوتاہے جس سے ابن کمال پاشانے یہ گمان کیاکہ امام رازی صرف تخریج میں ماہر ہیں،حالانکہ دوسرے بہت سے دیگر ائمہ مجتہدین نے بھی مختلف موضوعات پر تخریجات کی ہیں لیکن اس سے ان کے مرتبے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی،توپھر امام جصاص جو اجتہاد کے بلند مرتبے پر فائز ہیں اگر انہوں نے کہیں تخریج فرمادی تو اس سے ان کے مرتبے میں کمی کردیناکیسے درست ہوسکتاہے؟

اس بارے میں الفصول فی الاصول میں امام ابوبکر جصاص کا تحقیقی وتدقیقی منہج واسلوب واضح دلیل ہے،یہ امور اس بات کی پرزور تائید کررہے ہیں امام ابوبکر رازی جصاص کودوسرے نہیں تو کم از کم تیسرے طبقے میں ضرورلانا چاہیے،اس وجہ سے بھی کہ وہ حضرات جو امام جصاص کی تعریف کررہے ہیں،اور ان سے استفادہ کررہے ہیں ان کے اقوال کو لے رہے ہیں،جب وہ تیسرے طبقہ میں شامل ہیں توآپ کا درجہ بطریق اولی اس سے کم نہیں ہونا چاہیے،بلکہ امام جصاص تو وہ شخصیت ہیں کہ جواگرچہ امام شافعی کے بعد تشریف لائے لیکن امام شافعی کے اصولوں پر نقد وتبصرہ کرتے ہیں،یہ وہی شخص کرسکتاہے جوکم سے کم امام شافعی کے قریب قریب درجہ کا ہویا امام ابویوسف اور امام محمد سے بہت زیادہ نسبت رکھنے والاہو۔

حوالہ جات وحواشی

1 التمیمی الداری،تقی الدین بن عبدالقادر(1005ھ م)،الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة،لجنة احیاء التراث الاسلامی القاہرة، ط1390ھ،1970ء۔ص477۔

2 اللکھنوی،عبدالحی،مولانا،ابوالحسنات، الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة۱،مطبع مصطفائی،ط1293ھ، ص9۔

3 ابن قطلوبغا، قاسم،ابوالفداء، زین الدین السودونی(879ھ م)،تاج التراجم فی طبقات الحنفیة،دارالقلم دمشق،طبع اولیٰ1413ھ،1992ء، 96/1؛ الاعلام للزرکلی،171/1۔

4 ابن کثیر، اسماعیل ابن عمر،عمادالدین ابوالفداء،القرشی الدمشقی(774ھ م)،البدایة والنہایة،دارالہجر للطباعة والنشر ارض اللواء، طبع اول1419ھ،1998ء، 402/15۔

5 عجیل جاسم نشمی،الدکتور،محقق،مقدمه الفصول فی الاصول ابوبکرجصاص،وزارة الوقاف والشؤون الاسلامیة،دولة الکویت،طبع دوم 1414ھ،1994ء،14/1۔ (ملخص:البدایة والنہایة، 402/15۔(ملخص:العکری، عبدالحی بن احمد،شہاب الدین، الحنبلی(1089ھ م)،شذرات الذہب فی اخبار من ذہب،دارابن کثیر دمشق بیروت، طبع اولیٰ1410ھ، 1989ء،377/4۔

6 ا لنشمی، عجیل جاسم،مقدمه الفصول فی الاصول، 24/1۔ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة۔477۔

7 مقدمه الفصول فی الاصول،12/1۔

8 ایضاً،12/1 ؛ الاعلام للزرکلی،171/1۔

9 تاج التراجم فی طبقات الحنفیة،1 /96۔ ؛ الاعلام للزرکلی،171/1۔؛البدایة والنہایة، 402/15؛ الفصول فی الاصول،40/1؛مقدمةوتحقیق:عجیل جاسم،10/1۔

10 ابن کمال پاشا،احمد بن سلیمان،الرومی، طبقات الفقہاء،مخطوط۔

11 الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة،409،40۔

12 ایضاً،ص42:ابن کمال پاشا،طبقات الفقہاء،مخطوط۔

13 المرجانی،شہاب الدین ہارون بن بہاؤالدین، (1306ھ م)،ناظورةالحق فی فرضیة العشاء وان لم یغب الشفق، مطبوعه خزانه ده، قزان،طبع1870ء،ص57۔

14 شیخ شہاب الدین ہارون بن بہاؤ الدین بن سبحان المرجانی کی پیدائش 1233ھ،مطابق1818ء ہے،آپ روس کے علاقہ قازان کے ایک قریہ مرجان میں پیداہوئے،آپ فقہاء احناف میں سے ہیں،آپ نے اپنے والد سے علم حاصل کیا،اس کے بعدآپ نے1254ھ میں جب کہ آپ جوان تھے سمرقند وبخارا کا سفر کیا،آپ کی تالیفات میں "خزانة الحواشی لازاحة الغواشی"،"حاشیة علی التوضیح شرح التنقیح""عقیدة شہاب الدین" اور "ناظورة الحق فی فرضیة العشاء وان لم یغب الشفق" معروف ہیں،آپ کی اکثر کتب قازان(قزان)، استنبول اور قاہرہ میں طبع ہوئیں،آپ نے فقہ،اصول،توحید اور تاریخ کے موضوعات پر کتب تالیف کیں، آپ کی وفات27 شعبان 1306ھ،1889ء میں ہوئی۔:الزرکلی،خیر الدین،الاعلام،دارالعلم للملایین بیروت لبنان،طبع15،2002ء ،59/8؛الکوثری،محمد زاہد،العلامة،حسن التقاضی فی سیرة الامام ابویوسف القاضی،المکتبة الازہریة للتراث، الجامع الازہر الشریف، 2002ء۔،ص95۔

15 ناظورةالحق فی فرضیة العشاء وان لم یغب الشفق،ص56۔

16 حواله بالا، ص58۔

17 الطبقات السنية فی تراجم الحنفية،ص42۔

18 ناظورةالحق فی فرضية العشاء وان لم يغب الشفق،ص57۔

19 الطبقات السنية فی تراجم الحنفية،ص42۔؛ ابن كمال پاشا،طبقات فقہاء،مخطوط۔

20 ناظورةالحق فی فرضية العشاء وان لم يغب الشفق،ص61۔

21 الجصاص،احمد بن علی،الرازی،الفصول فی الاصول،245/1۔

22 الفصول فی الاصول،250/1۔

23 ایضاً،250/1۔

24 ناظورةالحق فی فرضية العشاء وان لم يغب الشفق،ص61۔

25 ایضاً،ص62۔

26 ایضاً،ص63۔

27 النشمی، عجيل جاسم،الدكتور،مقدمه الفصول فی الاصول،21/1۔

28 تقی،محمد، عثمانی،مفتی،اصول الافتاء وآدابه،مکتبةمعارف القرآن، کراتشی، طبع1432ھ،2011ء ص93۔

29 اللكهنوی ،عبدالحئی، ابوالحسنات،العلامة،النافع الكبير شرح الجامع الصغير،ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، کراتشی، ص11۔

30 ایضاً،ص104۔